بسم اللہ الرحمن الرحیم

کپڑا رنگنے والے کا زائد کپڑا خود رکھنا

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(1) زید کی کپڑا رنگنے کی فیکٹری ہے، اس میں لوگ اپنے کپڑے رنگنے کے لئے دیتے ہیں، تو فیکٹری کا عملہ کپڑا ناپ کر کپڑا رنگتا ہے، کپڑا رنگنے کے دوران ہیٹ کی وجہ سے کپڑا کچھ لمبا ہوجاتا ہے، پھر جب کپڑا رنگ ہوجاتا ہے تو عملے نے جتنا کپڑا وصول کیا ہوتا ہے، اتنا ہی ناپ کر کے کاٹ کر دیتے ہیں، اور جو کپڑا رنگائی کے دوران لمبا ہوا تھا وہ اصل مالک کو نہیں دیتے، شرعی رہنمائی فرمائیں کہ جو کپڑا رنگائی کے دوران لمبا ہوجائے، وہ مالک کو واپس کرنا ضروری ہے یا فیکٹری کا عملہ خود رکھ سکتا ہے؟

(2) اگر واپس کرنا ضروری ہے تو جو اضافی کپڑا پہلے یوں عملے والوں نے اپنے پاس رکھا، اسے کیسے واپس کیا جائے؟ جبکہ اصل مالکان کا علم نہیں۔

جواب

(1) جو کپڑا رنگائی کے دوران لمبا ہوا وہ مالک ہی کا کپڑا ہے، اور رنگنے والے کے پاس امانت ہے، لہٰذا اس پر لازم ہے کہ مالک کو یہ کپڑا واپس کرے، ہاں اگر وہ اجازت دے دے کہ بڑھ جانے والا کپڑا آپ رکھ لیں تب وہ اسے رکھ سکتا ہے۔

جوہرہ میں ہے: "فالمشترك كل من لا يستحق الأجرة حتى يعمل كالقصار والصباغ)۔۔۔(قوله: والمتاع أمانة في يده"

ترجمہ: اجیر مشترک ہر وہ اجیر ہے جو اس وقت تک اجرت کا مستحق نہ ہو جب تک کہ وہ کام نہ کرلے، جیسے دھوبی اور رنگریز اور اس کے ہاتھ میں سامان امانت ہے۔ (الجوھرۃ، ج 01، ص 582، مطبوعہ لاہور)

فتاوی ہندیہ میں ہے "لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي كذا في البحر الرائق" ترجمہ: مسلمانوں میں سے کسی کے لئے بھی، دوسرے کا مال بغیر سبب شرعی کے لینا ناجائز ہے یونہی بحر الرائق میں ہے۔ (فتاوی ھندیۃ، کتاب الحدود، ج 2، ص 167، مطبوعہ کوئٹہ)

درمختار میں ہے "لا يجوز التصرف في مال غيره بلا إذنه" ترجمہ: کسی دوسرے کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف جائز نہیں۔ (درمختار، کتاب الغصب، ج 9، ص 334، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: "دھوبی کو دوسرے کے کپڑے پہننا جائز نہیں کہ امانت میں تصرف کرنا خیانت ہے مگر پہننے کے بعد اُس نے اوتار کر رکھ دیا تو اب ضامن نہیں رہا **جس طرح ودیعت کا حکم ہے جس کو پہلے بیان کیا گیا۔**" (بہارِ شریعت، جلد3، حصہ14، صفحہ158، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(2) زائد کپڑا امانت ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہوا اور امانت کی حفاظت لازم ہے یہاں تک کہ جب مالک ملے تو اسے پہنچا دی جائے۔

اگر کوئی شخص امانت رکھ کر غائب ہو جائے تو اس کے متعلق فتاوی ہندیہ میں ہے: "غاب المودع ولا یدری حیاته ولا مماته یحفظها ابدا حتی یعلم بموته وورثته کذا فی الوجیز للکردری ولا یتصدق بها بخلاف اللقطة، کذا فی الفتاوی العتابیة فان مات ولم یکن علیه دین مستغرق یرد علی الورثة" ترجمہ: مودِع (مال کا مالک) غائب ہو گیا اور موت یا زندہ رہنے کا پتہ نہیں تو اس کا مال محفوظ رکھا جائے گا حتی کہ اس کا مرنا اور وارث معلوم ہو جائے جیسا کہ وجیز للکردری میں ہے۔ اور ودیعت کو صدقہ نہیں کیا جا سکتا، بر خلاف لقطہ کے جیسا کہ فتاوی عتابیہ میں ہے، پھر اگر امانت رکھوانے والا وفات پا جائے اور اس پر دین مستغرق نہ ہو، تو امانت اس کے ورثا کے حوالے کر دے۔ (فتاوی ہندیہ جلد4، صفحہ354، کوئٹہ)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: ابو حفص مولانا محمد عرفان عطاری مدنی

مصدق: مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتوی نمبر: GRW-1065

تاریخ اجراء: 25 ربیع الآخر 1445ھ/10 نومبر 2023ء